کہ ان تعطیلات میں دورہ تفسیر پڑھتے ہیں، ان کیلئے اس کا مطالعہ از حد مفید ثابت ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ عظیم خدمت قرآن حضرت مولانا سید صفوۃ اللہ صاحب حقانی کے لئے بہترین زادِ آخرت بنائے اور شائقین علوم قرآنیہ کیلئے ایک عظیم علمی سوغات ثابت فرمائے۔ امید ہے مفسر موصوف اس کی دوسری اشاعت میں اس کی نظر ثانی پر بھرپور توجہ دیں گے تاکہ جو پروف کی غلطیاں رہ گئی ہیں اس کی تصحیح ہو سکے۔　　(م۔ا۔ف)

''فتاویٰ حقانیہ'' رسائل و جرائد کی نظر میں

فتاویٰ حقانیہ　　افادات:　شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب و دیگر مفتیان کرام

ترتیب:　مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب　　قیمت: ۔/۲۲۰۰　　پتہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

فتویٰ کے منصب جلیل کی قدر و منزلت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منصب افتاء کو اپنا ذات عالی سے منسوب فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: قل الله يفتيكم في الكلالة...... (الآیۃ)

کلالۃ سے متعلق استفتاء کے جواب میں خود اللہ تعالیٰ فتویٰ صادر فرماتے ہیں، اس عظیم تر نسبت سے اس منصب جلیل کی طرح اس کی نزاکت بھی دوبالا ہو جاتی ہے، کوئی بھی مفتی جب کوئی فتویٰ دیتا ہے تو گویا وہ مستفتی کو در پیش مسئلہ میں حکم الٰہی بتا رہا ہوتا ہے، اگر خدانخواستہ حقیقت میں معاملہ مفتی کے دیئے ہوئے فتویٰ کے برعکس ہو جائے تو گویا حق تعالیٰ کی طرف ایسی بات کی نسبت کردی گئی، جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھی، تو مفتی اور مستفتی دونوں کے لئے وبال کا ذریعہ ہے (ضلوا واضلوا) اس کا معنی یہ ہوا کہ فتویٰ کے بارے میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، ہر کس و ناکس کو اس میدان میں اترنے کی جرات نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح فتویٰ دینے میں شرعی تقاضوں سے صرف نظر کرتے ہوئے فتویٰ کی روح کو مجروح کرنا بھی سنگین جرم ہے جو مداہنت فی الدین کے زمرے میں آتا ہے، اس منصب کی اس سنگینی سے خائف ہو کر اسلاف اہل علم کی اکثریت کسی امر میں فتویٰ صدر کرنے سے ترایا کرتی تھی، بلکہ بعض تو فتویٰ دینے سے کلی اجتناب کیا کرتے تھے، اور سلف صالحین میں منصب افتاء کی ذمہ داری ان اہل علم کو سونپی جاتی تھی جن کے علم و عمل اور امانت دیانت پر سب کا پوری طرح اتفاق ہوتا، کیونکہ اسلاف کے ہاں کسی کے منصب افتاء پر فائز ہنے کے لئے محض صاحب علم ہونے کو کافی نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ ماضی قریب تک ہر دور میں ارباب علم سے منصب افتاء کے لئے چند ہستیاں منتخب ہوا کرتی تھیں اور انہی کی علمی رائے گرامی فتویٰ کا درجہ رکھتی تھی (جس کی ایک طویل فہرست مرتب ہو سکتی ہے)

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ فتویٰ کے لئے صرف علم، معلومات کے ذخیرہ یا کتب کے مطالعہ اور مراجعت کو ہی قطعاً معیار نہیں بنایا جا سکتا، ورنہ درجہ بدرجہ علم کا حامل تو تقریباً ہر کوئی ہوتا ہے لہذا اسے منصب افتاء پر فائز ہونا چاہیے تھا، لیکن تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر فن کے لئے خصوصی مہارت و مشق درکار ہوتی ہے، جس کے لئے